Awami Workers Party

عوامی ورکرز پارٹی



منشور و دستور

عوامی ورکرز پارٹی

منشور و دستور

عوامی ورکرز پارٹی کی دوسری کانگریس منعقدہ کراچی 16-15 اکتوبر 2016ء کی ترامیم کے ساتھ منظور شدہ

تقسیم کار و پبلشرز ۔ عوامی ورکرز پارٹی

ای میل: awamiworkers@gmail.com

رابطہ: فیڈرل سیکریٹریٹ 204-201 پینوراما سنٹر نمبر 1، صدر کراچی

فون: 0300-8228031 (اختر حسین)

فون: 0300-8201897 (جاوید اختر)

قیمت:-/20 روپے

فہرست:

منشور

دستور

منشور عوامی ورکرز پارٹی

تعارف

1۔ عوامی ورکرز پارٹی محنت کش اور محنت کار عوام کی نمائندہ ایک ترقی پسند، جمہوری اور سیکولر پارٹی ہے، جس کا مقصد استحصال کی تمام اشکال سے نجات اور ریاست پر محنت کش عوام کی عملداری قائم کرنا ہے۔

2۔ عوامی ورکرز پارٹی بائیں بازو کی تین سیاسی جماعتوں کے انضمام کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ انضمام کرنے والی جماعتوں میں لیبر پارٹی پاکستان، عوامی پارٹی، پاکستان اور ورکرز پارٹی پاکستان شامل تھیں۔ عوامی ورکرز پارٹی کی انضمامی کانگرس 11 نومبر 2012 کو ایوانِ اقبال لاہور میں منعقد ہوئی جس میں ایک ڈرافٹ منشور پیش کیا گیا تھا۔ اُس ڈرافٹ منشور پر انضمامی کانگرس کے مندوبین کی تجاویز کی روشنی میں فیڈرل کمیٹی کے فیصلوں، قومی اکائیوں کی تجاویز اور پہلی خواتین مندوبین کنونشن، منعقدہ 2 مارچ 2014ء کو مدنظر رکھتے ہوئے نظر ثانی کی گئی۔ نظر ثانی شدہ ڈرافٹ منشور فیڈرل کمیٹی کی منظوری کے بعد پارٹی کی پہلی کانگریس 27-28 ستمبر 2014ء اسلام آباد میں منظور کیا گیا۔ اس کے بعد 15/16 اکتوبر 2016ء کو کراچی میں منعقد ہونے والی دوسری پارٹی کانگریس میں ترامیم کے ساتھ مندرجہ ذیل منشور و دستور کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

اِبتدائیہ

(1) ملکی پس منظر

1۔ پاکستان قائم ہونے کے سات دہائیاں بعد بھی ریاست شدید معاشی، سماجی اور نظریاتی تضادات کا شکار ہے۔ برصغیر سے برطانوی سامراج کے جانے کے بعد نمودار ہونے والی اس ریاست نے اپنے عوام کو عالمی سامراجی یلغار اور نوآبادیاتی ریاستی ڈھانچے کے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ گوکہ عوام کی غلامی شروع دن سے جاری ہے تاہم سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد سامراجی صف بندیوں اور سرمایہ دارانہ معیشت میں تبدیلیوں کے باعث پاکستان کے اندرونی مسائل بڑھتے چلے گئے ہیں۔ ہر آنے والا حکمران فرسودہ نظامِ حکمرانی سے نجات کے نعرے لگاتا ہے مگر وقت کے ساتھ غربت، نفرت اور تشدد میں اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ آج طبقاتی استحصال مختلف شکلوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان کے اندر رہنے والے اقوام کی بے چینی دہائیوں سے جاری ظلم کے باعث عروج پر ہے، بدترین پدرشاہانہ روایت کے نتیجہ میں لڑکیوں اور عورتوں کی زندگیاں اجیرن ہیں اور مذہب کے نام پر ہونے والی زیادتیوں سے سماج کی جڑیں کھوکلی ہوگئی ہیں۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی سیاسی جماعتیں اس سب کچھ کو نہ سمجھنے اور نہ ہی تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں جبکہ ملک کا سب سے طاقتور ادارہ فوج نے اپنے تسلط کو بیرونی آقاؤں کی مدد سے مضبوط سے مضبوط تر بنا دیا ہے۔ محنت کرنے والے کسان، مزدور، درمیانے طبقے کے پیشہ ور افراد، خواتین، اقلیتوں اور مظلوم قوموں کا اس ظلم و جبر سے نجات کے کوئی آثار نہیں۔

2۔ اس بگڑتی ہوئی صورت حال کی بنیادی وجہ وہ فرسودہ معاشی وسماجی ڈھانچے ہیں جو کہ جدید نوآبادیاتی نظام کی علامت ہیں۔ ہمارے ہاں ایک طرف قبائلی و جاگیرداری باقیات موجود ہیں اور دوسری طرف بدترین سرمایہ دارانہ نظام جو کہ گلوبلائزیشن کی شکل میں گزشتہ دو دہائیوں سے سماج کی ہر شے کو جنس میں تبدیل کررہا ہے۔گلوبلائزیشن کے مفکرین کا مؤقف رہا ہے کہ ''آزاد'' منڈیوں اور لبرل جمہوریت کے ذریعے ترقی پذیر ممالک کو خوشحالی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔مگر''تاریخ کے خاتمے'' کا یہ فریب اب سامراجی جنگوں اور خود ترقی یافتہ ممالک کے اندر 2008ء سے جاری عالمی سرمایہ دارانہ بحران کی شکل میں بے نقاب ہو چکا ہے۔ دنیا بھر میں منڈیاں تو آزاد ہورہی ہیں لیکن عوام غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سرد جنگ کے خاتمے اور متبادل عالمی معاشی نظام اور سوشلسٹ بلاک کے ٹوٹ جانے کے باوجود سرمایہ دار ممالک اور بالخصوص امریکہ نے نہ تو نیٹو کو ختم کیا، نہ ہی اسلحہ میں کمی کی، نہ ایٹمی ذخائر محدود کیے اور نہ ہی دنیا بھر سے فوجی اڈوں کو ختم کیا۔ بلکہ ترقی پذیر ممالک کے قدرتی وسائل پر قبضے اور سامراجی استحصال کو جاری وقائم رکھنے کیلئے نت نئے جتن اور نئے فوجی اڈے قائم کئے جارہے ہیں۔

3- بیسویں صدی کے نصف آخر میں خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی نے جو ہمہ گیر اور ہوش ربا ترقی کی، وہ ایک طرف تو تہذیبِ انسانی کا عظیم سرمایہ ہے تو دوسری طرف اس کی بدولت سرمایہ دارانہ نظام کی پیداواری صلاحیت، استحصالی طاقت اور حربی اور استبدادی قوت میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے۔سامراجی گلوبلائزیشن کی نوسامراجیت کی بنیادیں یہی ہیں۔ تاہم ٹیکنالوجی، سائنس اور تباہ کن اسلحے کی قوت پر قائم مارکیٹ اور منافع کا جدید سرمایہ داری نظام اپنے اندرونی تضادات کا خاتمہ نہیں کرسکا اور آج ایک نہ ختم ہونے والے مالی اور معاشی بحران کا شکار ہے۔

4۔ اس صورتحال نے دنیا بھر میں بشمول ترقی یافتہ ممالک کے اندر ایک نئی تحریک کو جنم دیا، جو ایک طرف گلوبلائزیشن کے معاشی و مالیاتی ہتھیاروں یعنی ورلڈ بینک، ایشیائی ترقیاتی بنک،

آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او کی ان پالیسیوں کے خلاف ہے جو عوام دشمن ہیں اور دوسری طرف امریکہ اور اس کے حواریوں کی توسیع پسندی اور اس غاصبانہ قبضے کے خلاف ہے جو افغانستان اور عراق کے حوالے سے آج خاص طور پر بدنام زمانہ ہیں۔ بہرحال سرمایہ کہیں جنگ اور کہیں ترقی کے نام پر اپنی جڑیں مضبوط کرتا چلا جا رہا ہے۔ سرمائے کے راج کی ان تمام اشکال کو چیلنج کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اس ضمن میں بیسویں صدی کے سوشلسٹ تجربات سے سبق سیکھنا ضروری ہے، کہ صرف مادی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے نیا انسان دوست سماجی شعور نہیں ابھرتا۔

5۔ امریکہ پر ستمبر 2001ء میں حملوں کے نتیجے میں امریکی جارحیت میں اضافہ ہوا۔ "دہشت گردی کے خلاف جنگ" سامراجی طاقتوں اور انکے گماشتہ ریاستوں کا دنیا پر بالادستی قائم کرنے کا ایک نیا ہتھیار بن کر سامنے آیا۔ پاکستان پر بھی اس کے براہ راست اثرات پڑے۔ پاکستان میں حکومتیں، بالخصوص پاکستانی افواج، ملک بننے کے بعد سے امریکی مفادات اور اسکی علاقائی حکمت عملی سے جڑی رہی ہیں اور اس پر فخر بھی کرتی رہی ہیں۔ پاکستان اور افغانستان میں مذہبی رجعت پسند عناصر اور انکے بنیاد پرستانہ نظریات اور انکے شدت پسندانہ عزائم کو امریکی پشت پناہی سے پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے ایک طویل عرصہ تک پروان چڑھایا۔ "جہاد اور جہادی" چند سال پہلے تک پاکستانی حکمرانوں کا ہی تکیہ کلام نہیں تھا بلکہ امریکہ کے ذرائع ابلاغ اور حکومتی اہلکار بھی اس کا ذکر کھلے عام کرتے تھے۔ لیکن 2001ء میں افغانستان پر امریکی اور نیٹو افواج کے حملے کی بعد اس بیانیئے میں تبدیلی لائی گئی اور لفظ 'جہاد' کی جگہ بنیاد پرستی، شدت پسندی، اور دہشت گردی اور وار آن ٹیرر کے الفاظ نے لے لی۔

6۔ گزشتہ 15 سالوں میں پاکستان سمیت دنیا بھر میں وار آن ٹیرر کی آڑ میں ریاستی ادارے اور خاص طور پر فوجی اسٹیبلشمنٹ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے ہیں۔ پاکستانی پارلیمان نے جنوری 2015ء میں آئینی ترمیم کر کے فوجی عدالتوں کے قیام کو ممکن بنا دیا جس کے بعد سے فوجی اسٹیبلشمنٹ کے اختیارات لامحدود ہو گئے۔ دائیں بازو کے شدت پسند حلقوں کے خلاف

اگر کارروائیاں ہوتی بھی ہیں مگر دوسری طرف اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے عام محنت کش بھی ان عدالتوں اور قوانین کی لپیٹ میں آرہے ہیں اور امکان موجود ہے کہ آنے والے سالوں میں دہشت گردی کو ختم کرنے کی آڑ میں عوامی حلقوں پر ریاستی جبر میں اضافہ ہوگا۔

7۔ اس خطے پر سامراجی غلبہ اور حملہ، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور فوجی آپریشنز نے عوام کی زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ بلوچستان، کراچی، پختونخواہ اور فاٹا میں فوجی آپریشنز اور ملک بھر میں دہشت گردی کے واقعات نے عوام اور خاص طور پر عورتوں اور بچیوں کا گھروں سے نکلنا محال کر دیا ہے۔ مسخ شدہ لاشوں کا ملنا روز کا معمول ہے۔ سکول اور ہسپتال بند ہوگئے ہیں۔ جبری نقل مکانی کرنے سے عوام کے حالات مزید مخدوش ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اِس وقت صرف فاٹا سے جبری نقل مکانی کر کے کیمپوں میں رہنے والوں کی تعداد 50 لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ اِس جنگ و جدل، فوج گردی اور اسلحے کی بھرمار نے ایک طرف پدرشاہی، طبقاتی جبر اور ملکی معاشی کمزوری کو عمومی طور پر مزید تقویت دی ہے تو دوسری طرف بنیاد پرستی اور دہشت گردی نے عوام کی آزادی کے حقیقی سوالات کو ملکی سیاست سے غائب کر دیا ہے۔

8۔ ویسے تو اسٹیبلشمنٹ شروع دن سے طاقتور رہی ہے۔ فوجی جرنیلوں نے نہ صرف جمہوریت اور وفاقیت کو یرغمال بنایا بلکہ ملکی وسائل پر بھی قبضہ جمایا اور آج یہ جرنیل پاکستان کے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں شمار ہوتے ہیں اور اپنے معاشی مفادات کی خاطر ہر قسم کے اقدامات اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ فوجی وسول افسر شاہی اور بالا دست طبقات نے مضبوط مرکز، نام نہاد قومی سلامتی اور اسلام کے تحفظ کے نام پر پاکستان کو ایک ہیبت ناک اشرافیائی ریاست بنا رکھا ہے جہاں ایجنسیاں راج کرتی ہیں، ہمسایہ ممالک کے ساتھ مستقل دشمنی اور بڑھتے ہوئے فوجی مصارف کے باعث عوام کو بنیادی انسانی ضرورتوں سے محروم رکھا جاتا ہے اور پولیس، مال، عدل اور دیگر سرکاری محکمے عوام کی خدمت کی بجائے ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

9۔ اس ظالمانہ نظام کے خلاف عوامی حلقوں نے ہمیشہ مزاحمت کی ہے۔ تاہم عالمی سیاسی و

معاشی حالات اور حکمران طبقات کی ریشہ دوانیوں کے باعث محنت کش عوام آج منقسم ہیں۔ انہوں نے اپنی منظّم جدو جہد اور قربانیوں کے بل پر جو معاشی و سیاسی مراعات ماضی میں حاصل کی تھیں وہ بتدریج چھینی جا رہی ہیں۔ ایسے مزدور دشمن قوانین بنائے گئے ہیں جن کے باعث کروڑوں محنت کشوں کو احتجاج اور ہڑتال کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے جبکہ عالمی مالیاتی اداروں کی مسلط کردہ پالیسوں کی وجہ سے دیہات میں چھوٹے کسانوں اور مزارعین کا وجود بتدریج ختم کر کے دیہی مزدور یعنی اجرتی غلام بنانے کا عمل جاری ہے۔ محنت کشوں، پیشہ ور حلقوں اور طالب علموں کو انجمن سازی کے آئینی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے اور آج پاکستان کے بیشتر محنت کش غیر رسمی شعبہ (informal sector) میں روزی روٹی کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں نہ قانون کی عمل داری ہے اور نہ ہی وہ تنظیمیں جو کہ دولت کی راج کیخلاف مزاحمت کر سکیں۔ اسی عرصے میں محنت کشوں کی سیاست کرنے والے بائیں بازو کے حلقے منظّم ریاستی دباؤ اور داخلی کمزوریوں کے باعث پسپائی کا شکار ہو گئے۔ 1990ء میں سوویت یونین کے انہدام کے بعد مایوسی کی لہر کئی سالوں تک قائم رہی جو کہ اب سیاسی کارکنان کی نئی نسل کے سامنے آنے کی وجہ سے ٹوٹ رہی ہے، جو مایوسی کو ختم کرتے ہوئے سیاسی عمل کا حصہ بن رہے ہیں۔

10۔ ایک عرصے تک تو ترقی پسند خیالات کے حامل نوجوانوں کا رجحان غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) کی طرف رہا جو کہ گزشتہ چند دھائیوں کے دوران، خاص طور پر 1980ء کی دہائی سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں عوامی حقوق، ترقی اور فلاح و بہبود کے نام پر مغربی و عرب ممالک اور سرکار کے ذریعے بین الاقوامی سامراجی مالیاتی اداروں کی بے پناہ امداد کے ساتھ منظر عام پر آئی ہیں۔ NGOs کا ایک حصہ انسانی حقوق اور سیاسی آزادیوں کے لئے عوامی شعور و آگہی کو اُجاگر کر رہا ہے۔ جبکہ ان کی ایک بڑی تعداد مذہبی بنیاد پرست تنظیموں اور مذہبی سیاسی پارٹیوں کی بے پناہ نظریاتی، مالی و تنظیمی معاونت کر رہی ہیں۔ ترقیاتی اور فلاح بہبود کا کام کرنے والی NGOs نے ملک بھر میں شہر اور دیہات کی سطح پر بہت بڑا جال پھیلا رکھا ہے اور اکثر خود کو ریاست کے متبادل کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ ان کی نظریاتی حدود، مفادات، تنظیمی ساخت، کام و

طریقہ کار کا تعین معاونت دینے والے ادارے اور ممالک کرتے ہیں۔ NGOs کی اکثریت سامراج کی نیولبرل معاشی و سیاسی پالیسیوں اور نظریاتی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ ہماری پارٹی اُصولی طور پر یہ سمجھتی ہے کہ عوام کے حقوق کا تحفظ، عوامی سہولیات کی فراہمی اور عوام کی فلاح و بہبود کی بنیادی ذمہ داری ریاست کی ہے۔

11۔ ریاست کا معیشت سمیت تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی سے انحراف کی ایک بڑی وجہ مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتوں کا کوکھلا پن ہے جنہوں نے سرمایہ دارانہ عالمگیریت کے یلغار کو مکمل طور پر تسلیم کیا ہے۔ یہ پارٹیاں ایک طرف عوام کو طاقت کا سرچشمہ کہتی ہے تو دوسری طرف عالمی سرمایہ کے تسلط کے سامنے بے بس ہیں۔ ہر حکومت پاکستان کے قدرتی وسائل اور محنت کرنے والی اکثریت کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی منافع خوری کو ممکن بنانے کے لیے سودا کرتی ہے۔ یہ پارٹیاں جب اقتدار سے باہر ہوں تو عوامی مسائل کا چرچا ضرور کرتی ہیں اور انہیں فوجی آمریتوں کا نتیجہ قرار دیتی ہیں مگر جب یہی پارٹیاں خود اقتدار میں آتی ہیں تو غریب محنت کش عوام کو یکسر بھلا دیتی ہیں۔ ان سیاست دانوں کی مفاد پرستی کے نتیجہ میں عوام کی بڑی اکثریت سیاست کے لفظ سے متنفر ہوگئی ہے۔ ایک متبادل طرزِ سیاست کو پاکستان میں تعمیر کرنا جو کہ اسٹیبلشمنٹ کی چالوں سے آزاد ہو آج کی ضرورت ہے اور یہی ترقی پسندوں کا اولین فریضہ ہے۔

12۔ اس متبادل سیاست کے بہت سے ستون وہی ہونگے جو کہ بائیں بازوں کی جماعتوں کے شروع سے رہے ہیں، بمعہ طبقاتی جدوجہد، ترقی کا غیر سرمایہ دارانہ نظام، سامراجی یلغار سے نجات، قوموں کی برابری کا اصول، مذہب کا سیاست سے الگ کرنے کی ضرورت اور بامعنی جمہوری اداروں کا قیام۔ موجودہ دور میں بائیں بازوں کی سیاست کا ایک اور بنیادی ستون مردوں کی بالادستی پر مبنی پدرشاہی نظام کا خاتمہ ہے۔ شائد ہی پاکستان میں عورت سے زیادہ کوئی اور سماجی گروہ جبر کا نشانہ ہو۔ عورت کی محنت کی نہ تو قدر ہے اور نہ ہی معاوضہ۔ عورت گھر میں نہ باہر آزاد ہے اور اس کیخلاف ہر روز ایسے جرائم منظر عام پر آتے ہیں جن کو کوئی مہذب سماج برداشت نہیں کرسکتا۔ مذہبی

اقلیتیں بھی انتہائی خوف کے عالم میں اپنی زندگی گزار رہی ہیں جبکہ ذات پات کی بنیاد پر کروڑوں شہریوں کے ساتھ آج بھی انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔

13۔ یہ سارے حالات ایک حقیقی سامراج مخالف، اینٹی اسٹیبلشمنٹ، سیکولر انقلابی پارٹی کا تقاضہ کرتے ہیں۔ حکمران طبقات کے اندر تضادات بھی دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ترقی پسندوں میں ایک بار پھر اتفاق پیدا ہو رہا ہے کہ عالمی سرمایہ داری کی جگہ ایک سوشلسٹ نظام کا قیام نہ صرف انسانیت کی منزل ہے بلکہ اس کی بقاء کے لیے ناگزیر ہے۔ اس جدوجہد کو معاشی، سیاسی و سماجی سطحوں پر منظّم کرنے کے ساتھ ساتھ ماحولیات کے سوال کو بھی اجاگر کرنا ضروری ہے۔ ہمیں ایک ایسے سیاسی و معاشی ڈھانچے کی تعمیر کرنا ہوگی جس کا مقصد منافع کمانا نہیں بلکہ انسانی ضروریات پوری کرنا ہو اور جس میں ذاتی مفاد پر اجتماعی مفادات کو ترجیح حاصل ہو۔ اس طویل جدوجہد کا آغاز آج کے حالات میں طبقاتی جدوجہد کی شکلوں کی نشان دہی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر بنیادی سماجی تضادات اور ان کی وضاحت سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسی سائنسی طریقہ کار کے تحت ہماری پارٹی غریب محنت کش عوام کی منظّم قوت کے بل پر ایک نیا سوشلسٹ نظام قائم کر سکتی ہے۔

حصہ اول

معروضی حالات اور ہماری پارٹی کی نظریاتی اساس

(1) طبقاتی ساخت اور آج کی جدوجہد

1.1۔ آقا اور غلام، جاگیردار اور مزارع، سرمایہ دار اور مزدور کی شکل میں مالک اور محنت کش کے مابین تضاد تمام طبقاتی معاشروں میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔آج پاکستان میں بھی یہ طبقاتی تضادات اپنی تمام بھیانک شکلوں میں موجود ہیں اور ہمارے سماجی ڈھانچے میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کے نتیجہ طبقاتی جبر میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔سماج کے طبقاتی ساخت کا باریک بینی اور دیانتداری سے تجزیہ کرنا بائیں بازو کی کسی بھی جماعت کے لیے ناگزیر ہے۔اس کی بنیاد پر ہی طے کیا جاسکتا ہے کہ آج کے حالات میں طبقاتی جدوجہد کی کیا شکلیں زیادہ کارآمد ہوسکتی ہیں۔

1.2۔ ماضی کی منظّم صنعتی مزدور تحریک منتشر ہوچکی ہے۔اُج پاکستان کی کل لیبر فورس کے صرف تین فیصد مزدور کسی ٹریڈ یونین کے رکن ہیں۔جبکہ مزدوروں کی بھاری اکثریت غیر رسمی شعبہ میں بغیر قانونی تحفظ کے اپنی قوت محنت بیچنے پر مجبور ہے۔ٹھیکہ داری نظام اور کنٹریکٹ لیبر عام ہونے کی وجہ سے مزدور اور خاص طور پر گھریلو محنت کشوں کی بہت بڑی تعداد بدترین استحصال کا شکار ہیں۔ملکی اور بین الاقوامی سطح پر لیبر قوانین ضرور منظور ہوتے ہیں لیکن مزدوروں اور خصوصاً غیر رسمی شعبے میں کام کرنے والوں کو مناسب اجرت، کام کا تحفظ اور باعزت حالات کار میسر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محنت مشقت کرنے والوں کی اکثریت اس کوشش میں رہتی ہے کہ بیرونِ ملک جا کر روزی کمائے۔آج پاکستان کی نمبر ایک ایکسپورٹ لیبر ہی ہے۔

1.3۔ صنعتی شعبے کو بتدریج تباہی کی طرف دھکیل دیا گیا ہے "آزاد" منڈی کا عملاً مطلب مقامی

سرمایہ کو مستقل طور پر عالمی سرمائے کا طفیلی بنانا ہے۔ٹیکسٹائل جیسے شعبوں میں وہ کارخانے بند ہو رہے ہیں جو عالمی سرمایہ کے دائرے سے باہر ہیں جہاں کہ بہت سی صنعتوں میں مستقل ملازمت کا تصور موجود ہی نہیں ہے۔ جہاں مزدور بدترین استحصال کا شکار ہے وہاں مقامی مالکان خود بھی بجلی کے بحران اور دیگر مسائل کی وجہ سے صنعتی شعبہ سے پیسہ کھینچ رہے ہیں جس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کا تسلط مضبوط تر ہوتا جارہا ہے۔

1.4۔ بڑی زمینداریوں اور جاگیرداری وقبائلی باقیات اوران کے سیاسی وسماجی اثرات کے باوجود زراعت میں جاگیردارانہ رشتے تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں ۔اب مستقل بنیادوں پر زمینوں پر کام کرنے والے مزارعین کی جگہ ٹھیکے پر کام کرنے والے دیہی مزدور لے رہے ہیں۔کل کا چھوٹا کسان بھی ملکی اور عالمی منڈی کے جبر کی وجہ سے اپنی زمینیں چھوڑنے پر مجبور ہے۔اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کے دیہی علاقوں میں اب تقریباً تین کروڑ لوگ بے زمین ہو چکے ہیں۔ آڑھتی اور درمیانے طبقے کے دیگر کاروباری افراد کی معاشی طاقت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور یہ حلقے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ملکی سیاست میں اہم کھلاڑیوں کے طور پر ابھرے ہیں۔

1.5۔ منافع خوری کا نظام ایک طرف محنت کش عورت کا طبقاتی بنیادوں پر استحصال کر رہا ہے، تو دوسری طرف وہ گھریلو معیشت میں عورت کے بلا اجرتی کام سے اپنی شرح منافع میں بھی اضافہ کر رہا ہے۔زرعی شعبہ میں عورت مزدور ایک فرد کے طور پر نہیں بلکہ مزارعے خاندان کے ایک رکن کے طور پر کام کر رہی ہے اور معاوضہ اُسے نہیں، بلکہ خاندان کے سربراہ کو ملتا ہے۔جبکہ دیگر شعبوں میں عورت مزدور کی محنت کو نسبتاً سستے داموں خریدا جارہا ہے ۔ پاکستانی سماج اور ریاست اِن عورتوں کو نہ تو کسان ماننے کو تیار ہے اور نہ ہی مزدور قوانین کے تحت اِن کو منظّم ہونے کا حق دینا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ داری نظام میں اکثر عورتیں جز وقتی کام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔اوراسی وجہ سے مردوں پر ان کا معاشی انحصار قائم رہتا ہے۔

1.6۔ شہروں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور روزگار کے لئے دیہاتوں سے شہر کا رخ کرنے والوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ یوں دیہات پہلے سے بھی زیادہ نظرانداز ہوتے

جا رہے ہیں جبکہ شہروں میں بالائی درمیانے طبقے کے لیے نئی رہائشی سکیمیں، گاڑیاں اور ہمہ اقسام کی دیگر سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ غریب کچی آبادیوں میں رہنے والے سڑکوں پر محنت بیچنے پر مجبور ہیں۔ ریاست اپنی فلاحی ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہورہی ہے جبکہ نجی شعبے کی ترجیح عوام کی ضروریات پورا کرنا نہیں بلکہ منافع کمانا ہے۔ یوں پاکستان میں طبقاتی تضاد وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔

(2) سامراجیت کی مختلف اشکال

2.1- پاکستان سمیت دنیا بھر میں سامراجیت کی مختلف شکلیں آئے روز منظر عام پر آتی ہیں۔ سرمائے کا عالمی سطح پر پھیلاؤ اور اجارادارانہ شکل اختیار کرنے کے نتیجے میں ترقی پذیر ریاستوں کی خود مختاری ختم ہورہی ہے۔ ضرورت پڑنے پر سامراجی قوتیں اپنا فوجی تسلط براہِ راست قائم کر لیتی ہیں، بصورتِ دیگر سامراجی ایجنڈے کو پورا کرنے کا فریضہ مقامی حکمران کو سونپا جاتا ہے جو کہ بیرونی سرمایہ کے لیے رستہ ہموار کرتے ہیں۔ اس سامراجی یلغار کی وجہ سے سیاست اور معیشت کے ساتھ ساتھ مقامی و علاقائی ثقافتیں بھی خطرے میں ہیں۔ چنانچہ آج سامراجی عالمگیریت (گلوبلائزیشن) کیخلاف مزاحمت نہ صرف معاشی اور سیاسی سطح پر منظّم ہورہی ہے بلکہ اس لڑائی میں ثقافت بھی ایک اہم ہتھیار کی حیثیت اختیار کر چکی ہے جس کی بہترین مثال لاطینی امریکہ میں نئی سوشلسٹ ریاستوں میں مقامی کلچر کا فروغ ہے۔

2.2۔ سامراجیت کی بنیادی علامت ماضی کی طرح آج بھی عالمی سطح پر ناہموار ترقی ہے۔ پیداواری سطح پر چین دنیا کی سب سے بڑی معیشت بن چکی ہے جبکہ مالیاتی سرمائے کے لحاظ سے امریکہ دنیا کا مرکز ہے۔ عالمی سرمایہ دارانہ مالیاتی بحران نے واضح کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ملک عالمی معاشی نظام سے کٹا ہوا نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ حقیقت بھی بے نقاب ہوچکی ہے کہ سرمایہ داری کا بحران نہ صرف مستقل ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ مالیاتی

سرمائے کے پھیلاؤ کے نتیجہ میں ایک چھوٹی اقلیت بیشمار دولت پر قابض ہے، دنیا بھر کے معاشروں میں معاشی ناہمواری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور ماحولیاتی تباہی بڑھی ہے۔ انسان کی پیداواری و تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کی بجائے جدید مالیاتی سرمایہ داری کی کوکھ سے جنم لینے والی اقدار نے ہر چیز، بشمول انسان کو خرید وفروخت کی شے بنا دیا ہے۔ اور یوں سرمایہ داری تیزی سے انسان کے اوقاتِ زندگی کو اوقاتِ محنت میں تبدیل کرتی جارہی ہے، اور کلاسیکل غلامی کو جدید غلامی میں ڈھالے جارہی ہے۔ آج دنیا کے سب سے امیر لوگ جو کہ کل آبادی کے صرف ایک فیصد کے برابر ہیں، کے پاس دنیا کے 95% عوام سے زیادہ دولت ہے۔

2.3۔ پاکستان میں سامراج کے معاشی جبر کا اظہار ان عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسیوں اور بین الاقوامی معاہدوں کی شکل میں ہوتا ہے جن کے ذریعے ’’آزاد منڈی‘‘ کے قیام کے نام پر بے دریغ نجکاری اور ملٹی نیشنلز کی اجارہ داری کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی مالیاتی قرضوں کی واپسی کا دباؤ اتنا بڑھایا گیا ہے کہ اسٹیٹ بینک ان قرضوں کی ادائیگی اور دیگر غیر پیداواری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے سالانہ ایک کھرب روپے سے زیادہ مالیت کے نوٹ چھاپ رہا ہے۔ اس تباہ کن صورت حال کے باوجود ہمارے حکمران سامراجی اداروں کی ایماء پر معیشت کو عالمی سرمایہ کاروں کے حوالے کیے جارہے ہیں۔ عوام کی بنیادی ضروریات پوری کرنے والی بجلی، تیل، گیس، ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسی تمام بنیادی صنعتوں کو حصے بخرے کر کے اونے پونے فروخت کیا جارہا ہے۔ جبکہ زمین، پانی، جنگل اور معدنیات کی بندر بانٹ کا عمل اتنی تیزی سے جاری ہے کہ ہمارا قدرتی ماحول جلد ہی تباہی کے دہانے پر ہوگا۔

2.4۔ سامراج نے ’’جمہوریت‘‘ اور ’’آزادی‘‘ کے نام پر افغانستان، عراق، لیبیا، شام، اور مشرقِ وسطیٰ کے کئی ممالک میں فوجی مداخلت کی ہے یا براہِ راست قبضہ کیا ہے جبکہ افغانستان میں سامراجی مداخلت اور گزشتہ 35 برسوں سے جاری جنگ کے نتیجے میں مذہبی منافرت، فرقہ واریت، دہشت گردی عروج پر ہے اور منشیات و اسلحہ کا کاروبار پاکستان میں متبادل معیشت کی شکل اختیار

کر چکا ہے۔ سرد جنگ کے آخری دور میں پاکستان سامراجی کاروائیوں کا اگلا مورچہ بنا رہا جس کے مہلک اثرات آج ہمارے لیے جان لیوا امرض بن چکے ہیں۔

2.5- سامراج ایک ملک کا نام نہیں ہے۔ سامراجیت وہ سرمایہ دارانہ توسیعات، سوچ اور فکر ہے جسے آگے لے جانے کے لئے فوج کشیوں اور منافع خوری کی بربریت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ معیشت پر قبضے کے ساتھ ساتھ سامراج کے فوجی، سیاسی اور ثقافتی اثرات ہر طرف پھیلے نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں سامراجی قوتوں کے عمل دخل کے لحاظ سے امریکہ سرفہرست ہے۔ پاکستان میں سامراجیت کے معاشی، سٹراٹیجک اور نظریاتی وثقافتی یلغار سے پاکستان میں پہلے سے موجود طبقاتی، قومی، صنفی اور مذہبی تضادات اور ناانصافیاں مزید بڑھ رہی ہیں۔ سامراجیت کی ہر شکل سے نجات حاصل کرنا اور عالمی سرمایہ داری نظام کے متبادل کو تعمیر کرنے کے لیے صبر آزما جدوجہد کی ضرورت ہے جو دنیا بھر کے محنت کش طبقات اور انسان دوست قوتوں کے ساتھ مل کر کی جانی چاہیے۔

(3) پاکستان میں مذہب کا سیاسی استعمال اور اُسکے سماجی وسیاسی مضمرات

3.1- سامراج اور اس کے پروردہ حکمران طبقات نے ہمیشہ مذہب کو سماجی تبدیلی کی قوتوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ آج پاکستان سمیت ساری مسلم دنیا میں ترقی پسند اور بنیاد پرست عناصر کے مابین شدید فکری اور سیاسی کشمکش جاری ہے۔ ترقی پسند عناصر ریاست اور مذہب کو جدا رکھنا چاہتے ہیں جبکہ بنیاد پرستوں کا فتویٰ ہے کہ ریاست کو مذہب کے تابع ہونا چاہیے۔ پاکستان کی ابتدائی اسٹیبلشمنٹ نے ''قرارداد مقاصد'' کی شکل میں ریاست کو مذہب کے تابع کرنے کا رستہ فراہم کیا۔ بنگلہ دیش کی آزادی کے بعد پاک فوج اور اس کی پیروی میں باقی ماندہ اسٹیبلشمنٹ نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے پاکستان کو مذہبی بنیاد پرست ریاست میں تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ 1978ء کے افغان ثور انقلاب کے بعد امریکہ، سعودی عرب اور پاکستانی حکمرانوں نے مل کر مذہبی بنیاد پرستوں کی نہ صرف بڑے پیمانے پر مالی اور عسکری امداد کی بلکہ اسلامی جہاد کے نام پر پورے معاشرے پر نصاب، میڈیا اور دینی مدارس کے ذریعے ایک

متعصب، متشدد، عوام دشمن اور مقامی ثقافتوں کی نفی کرنے والا ''سیاسی اسلام'' لاگو کر دیا۔ ریاستی اداروں کی پروردہ ''جہادی'' قوتوں نے نہ صرف ہمسایہ ممالک میں انتشار پھیلایا بلکہ ملک کے اندر فرقہ وارانہ فسادات بھڑکائے۔ ساتھ ہی ریاستی اداروں میں رجعتی سوچ رکھنے والے افراد کو بڑے پیمانے پر بھرتی کیا گیا لہٰذا آج پاکستان کی ایک پوری نسل کے فکری اور سماجی رویے ''سیاسی اسلام'' کے متعین کردہ ہیں۔

3.2۔ مذہبی بنیاد پرستی کا وائرس ہمارے معاشرے میں بری طرح سرائیت کر چکا ہے۔ مذہبی اشتعال انگیزی اور فرقہ وارنہ بربریت روز کا معمول ہے، مذہبی اقلیتیں ملک چھوڑ کر بھاگ رہی ہیں۔، معاشرے میں نہ اختلاف کی گنجائش بچی ہے نہ رواداری کا مادہ۔ اسوقت ریاست مصلحت اور خوف کے مارے اپنے ہی پیدا کردہ اس عفریت کے آگے بے بس ہے۔ جبکہ سامراجی قوتوں نے کبھی مذہبی بنیاد پرستوں کی حمایت کی ہے تو کبھی ان کے خلاف ایسی کارروائیاں کی ہیں جن کے باعث ان سے نمٹنا اور زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ روشن خیال عوام کا وسیع تر حلقہ منظّم جدو جہد کے ذریعے اس مذہبی بنیاد پرستی کا سدباب کرے اور سیکولر ریاست، سیاست اور معاشرے کے قیام کی راہ ہموار کرے۔

3.3۔ ''سرکاری'' تاریخ، ریاستی ڈھانچے، قومی سلامتی پالیسی، خارجہ پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں اور مذہب کے سیاست میں استعمال کا خاتمہ لازمی ہیں۔ یہ حقیقت اب کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ ''قومی سلامتی'' پر مبنی ریاست نہ تو ملک میں امن کا قیام کر سکتی ہے اور نہ ہی خطے میں دوسرے ممالک کے ساتھ برابری کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات استوار کر سکتی ہے۔ مذہب اور ریاست کو الگ کرنا، عدم مداخلت اور پڑوسی ممالک میں عدم مداخلت اور پرامن تعلقات اور خود مختاری پر مبنی خارجہ پالیسی، فوجی اسٹیبلشمنٹ اور دائیں بازو کے گٹھ جوڑ کو توڑنا اور ریاست کا بلاامتیاز تمام مذہبی انتہا پسند تنظیموں کے خاتمے کے لئے جہاں براہِ راست اقدامات ناگزیر ہیں تو شائد اس سے بھی زیادہ اہم جنگ پرست اور قدامت پرست نصاب اور میڈیا کے ذریعے عوام الناس کی ذہن سازی کے سوال پر توجہ دینا ہے۔

(4) قوموں کی برابری کا سوال

4.1۔ مذہب کو ریاستی نظریہ بنانے کی ایک بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ حکمران طبقات پاکستان کی کثیر القومی حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے آج دن تک تیار نہیں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پنجابی اور مہاجر اکثریت پر مبنی اسٹیبلشمنٹ کی بالادستی دیگر صوبوں کے جاگیرداروں کے ساتھ گٹھ جوڑ کی شکل میں سامنے آئی۔ قلات اسٹیٹ اور فاٹا کا جبری الحاق کیا گیا۔ سندھ اور بنگال کی ترقی پسند جمہوری سیاسی قوتوں کو ملک دشمن قرار دے کر ان کے علاقوں پر فوج کشی کی گئی اور ریاستی جبر کا نشانہ بنایا گیا۔ حکمرانوں نے مذہب کے نظریاتی غلبے اور مضبوط مرکز کے نظریے کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جس کے نتیجے میں پاکستان میں بسنے والی قوموں کے درمیان تضادات بڑھ گئے۔

4.2۔ قومی سوال کا تعلق بھی ان سیاسی، معاشی اور ثقافتی محرومیوں سے ہے جو کہ پاکستانی ریاست میں وقت کے ساتھ ساتھ گھمبیر ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جن کا واضح اظہار پاکستان کے اندر مراعات یافتہ اور پسماندہ علاقوں کے درمیان فرق کی شکل میں نظر آتا ہے۔ پاکستان کے ریاستی اداروں میں تمام قوموں کی مناسب نمائندگی کبھی موجود نہیں رہی ہے اور نہ ہی سرکاری وسائل کی تقسیم منصفانہ رہی ہے جبکہ قدرتی وسائل پر اختیار قوموں سے چھین کر مرکز نے اپنے پاس رکھا۔ ان سیاسی و معاشی محرومیوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اندر قوموں کی زبان، ثقافت اور شناخت کا مسئلہ بھی سنگین ہوتا گیا۔ 1948 کے اردو بنگالی تنازعہ سے ظاہر ہوا کہ حکمران پاکستان میں رہنے والی تمام قوموں کی تاریخ و ثقافت مٹانے پر تلے رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کی آزادی سے سبق سیکھنے کی بجائے ہمارے حکمران طبقات آج بھی بلوچ اور دیگر مظلوم قوموں کے حقوق کی جدوجہد کو کچلنے میں مصروف ہیں۔ مسخ شدہ لاشوں اور ٹارگٹ کلنگ کے ردِعمل میں قوم پرستوں کے ایک حصے میں نسل پرستی کے رجحانات بھی اُبھرتے نظر آنے لگے ہیں۔

4.3۔ اس حوالے سے نئے صوبوں کے قیام اور فاٹا کا مسئلہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نئے صوبوں کا قوموں کی بنیاد پر بنایا جانا اور عوام کی اُمنگوں کے مطابق از سر نو تشکیل پاکستان میں

وفاقیت کی لازمی شرط ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کی مرکزیت پسندی کا منطقی انجام قومی آزادی کی تحریکوں کا پھیلاؤ میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ عوام آخر کار ظالمانہ سیاسی، معاشی وسماجی نظام سے ہر صورت چھٹکارہ چاہتے ہیں۔ ایک حقیقی عوام دوست اور محنت کش عوام کی پارٹی تب تک نہیں بنے گی جب تک قومی سوال کے تمام پہلوؤں کو گہرائی میں سمجھا نہیں جاتا اور اس کی بنیاد پر ٹھوس حکمت عملی ترتیب نہیں دی جاتی جو کہ پاکستان میں بسنے والی تمام قوموں کی برابری کے اصول کی وضاحت کرے۔

(5) پدرشاہی نظام، عورت کی انسانی حیثیت سے برابری، اور استحصال سے آزادی کا سوال

5.1۔ پاکستانی سماج کی معاشی اور معاشرتی ترقی میں عورت اپنی محنت کا تگنا حصہ ڈالنے کے باوجود مردوں کی نسبت کمتر اور تیسرے درجے کی شہری گردانی جاتی ہے۔ محنت کش طبقات، غیر مسلم اور مظلوم قوموں سے تعلق رکھنے والی عورتیں سماج کا پسماندہ ترین حصہ ہیں۔ یہ نظام عورتوں سے لی جانے والی تہری محنت کی بنیاد پر کھڑا ہے: (1) عورت خود مزدور کے طور پر کھیتوں، کارخانوں، بھٹوں، دفتروں، سکولوں، ہسپتالوں اور سڑکوں پر کام کرتی ہے؛ (2) وہ مرد مزدور کی خدمت کرتی ہے تاکہ وہ چاک وچوبند اور صحت مند رہے، کام کرتا رہے اور سرمایہ ومنافع پیدا کرنے کا عمل جاری وساری رہے، اور (3) یہ کہ وہ نئے مزدور جنم دیتی ہے، پالتی ہے اور مزدور ہی کے طور پر تیار کرتی ہے۔ عورت کو اس تقسیم کار اور اس پر مبنی جنسی اور سماجی تعلقات، ثقافت، اخلاقیات اور جمالیات سے اِنحراف کی بہت کڑی سزائیں ملتی ہیں۔ مرد کی بالا دستی پر مبنی یہ نظام عورت پر جبر اور استحصال کو جاری رکھنے کے لیے تشدد کو عالی کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مادی بنیاد جس کے اوپر یہ پدرشاہی نظام کھڑا ہے، وہ عورت کی محنت، تولیدی طاقت اور جنسیت پر مرد کی بالادستی ہی ہے۔ اور یہ کہ عورت کی محنت، تولیدی طاقت اور جنسیت کے استعمال پر جاگیرداری، سرمایہ داری اور پدرشاہی کے مابین متضاد مفادات کے باوجود ان تینوں کا عورت کے خلاف آپسی گٹھ جوڑ بہت مضبوط ہے۔

5.2۔ پاکستان بننے کے بعد سرمایہ داری نظام وٹیکنالوجی کی ترقی اور غیر ملکی اشیاء کی بھرمار، عورتوں کی تعلیم اور سیاسی وسماجی حقوق کی تحریکوں کی وجہ سے کچھ سطحی تبدیلیوں کے نتیجے میں عورتوں کے معیارِ زندگی میں معمولی بہتری تو آئی ہے لیکن وہ آج بھی صدیوں سے جاری سماجی جبر، استحصال اور جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ معاشرے میں طبقاتی اور صنفی تعصّبات کی وجہ سے عورت کی زندگی اجیرن بن کر رہ گئی ہے۔ تعلیم، صحت، روزگار اور انصاف کے حصول اور زندگی کے ہر شعبے میں صنفی جبر کی وجہ سے عورتیں مردوں کے مقابلے میں انتہائی پسماندہ ہیں۔ پیداواری نظام، معاشی تبدیلیوں، بڑھتی ہوئی غربت، شدت پسندی اور دہشتگردی نے محنت کش طبقے کی عورت پر محنت کے بوجھ اور صنفی جبر کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔ جاگیرداری کے شکار علاقوں میں پنچایئتوں کی ایما پر عورتوں پر سرعام تشدد کیا جاتا ہے۔ گھریلو تشدد بھی بلاتفریق طبقہ ہر عورت کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں عورتوں کے لئے خطرناک ترین سمجھے جانے والے ممالک کی فہرست میں افغانستان اور کانگو کے بعد پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ اقوام متحدہ کے عورتوں کی ترقی اور حقوق کے 136 ممالک کے انڈکس میں پاکستان کا 135 واں نمبر ہے۔ اسکول نہ سکنے والوں بچوں کی تعداد نائیجیریا کے بعد پاکستان میں سب سے زیادہ ہے، اور جن میں اکثریت لڑکیوں کی ہے۔

5.3۔ انسانی سماج کی بقاء میں انسان کی تخلیق نو اور پیداواری عمل لازم وملزوم ہیں، ان کی باہمی جڑت میں سرمایہ داری نظام تقسیم کار کے ذریعے مصنوعی طریقے سے تفریق پیدا کرتا ہے۔ جس میں عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر اور مرد کی گھر سے باہر ٹھہرائی جاتی ہے۔ اس صنفی تقسیم کار کی وجہ سے جہاں محنت کش طبقے کے مرد کا تضاد طبقاتی حوالے سے سرمائے کے ساتھ بنتا ہے، وہاں اسی نظام میں پدرسری نظام کی وجہ سے وہ گھر کے اندر عورت کی بلا اجرت محنت سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزدور تحریکوں میں پیداواری رشتوں میں استحصال کے خاتمے کے لئے جدوجہد تو کی جاتی رہی ہے مگر بلا اجرتی پیداواری رشتوں میں صنفی استحصال کے خاتمے کی کوششیں نمایاں نظر نہیں آتیں اور یہی بات مزدور تحریک کی کمزوری کا ایک بنیادی سبب بھی ہے۔

اس لیے ہمیں اپنی سیاست میں عورت پر صنفی جبر اور اسکے طبقاتی استحصال کے ذاتی اور عوامی دونوں پہلوؤں کے علاوہ اسکے ثقافتی وسیاسی پہلوؤں کو بھی دیکھنا ہوگا۔

5.4 - ہم سمجھتے ہیں کہ پدرشاہی نظام عورتوں پر صنفی جبر کا ایک بڑا حصہ ضرور ہے، لیکن واحد حصہ نہیں ہے۔ صنفی جبر اور طبقاتی استحصال اٹوٹ طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر جہاں پورا کا پورا خاندان یا گاؤں جاگیردار، سردار یا سرمایہ دار کے قبضے میں ہو، تو اس خاندانی نظام اور سماج میں پھنسی عورت کو پورا نظام بدلے بغیر، صرف پدرسریت سے مکمل طور پر بچانا اور برابری و آزادی دلانا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے غیر طبقاتی نظام کے قیام کی کامیابی کے لئے لازم ہے کہ استحصال زدہ محنت کش طبقہ اپنے معمولی اور فروعی مفادات کو، جو انہیں سرمایہ داری نظام میں پدرسریت ہی کی وجہ سے مل رہے ہیں، ترک کر دے۔ محنت کش اور محنت کار عوام کی استحصالی نظام کے خاتمہ کی جدوجہد، عورت پر جبر اور استحصال سے آزادی کا سول اٹھائے بغیر اور عورتوں کی شمولیت کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ اس لیے محنت کش اور محنت کار عوام کو جنس کی بنیاد پر آپس میں محاذ آرائی پیدا کرنے کے بجائے نابرابری اور استحصالی نظام کے خاتمہ کی مشترکہ جدوجہد کرنی ہوگی۔ ریاست کی طبقاتی اور صنفی بنیادوں کا ادراک کرتے ہوئے انہیں چیلنج کرنا ہوگا، کیونکہ اس کے بغیر سماجی انصاف اور صنفی برابری پر مبنی اشتراکی نظام کا قیام ممکن نہیں ہے۔

حصہ دوم

ہماری پارٹی کے بنیادی راہنما اصول

1۔ پارٹی کا منتہائے مقصود ملکی اور عالمی سطح پر ایک ایسے سماج کا قیام ہے جس میں ہر شخص سے اس کے علم و ہنر کے مطابق کام لیا جائے گا اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔ یوں سوشلزم کے نظام کی تعمیر سے ہی انسان کا انسان کے ہاتھوں استحصال کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا اور ملک کے ہر شہری کو بلا تخصیص رنگ، نسل، جنس، قوم، مذہب اور فرقہ برابر معاشی، سماجی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں گے۔ پارٹی اس جدوجہد کی تکمیل کیلئے استحصال کے شکار پاکستان کے تمام محنت کش عوام اور محکوم اقوام کو منظّم کرے گی اور اپنی تحریک کو بین الاقوامی طور پر جاری ایسی ہی دوسری تحریکوں سے مربوط کرے گی۔

2۔ پارٹی عورتوں پر تاریخی جبر اور پدر شاہی کا اِدراک کرتے ہوئے، مرد کی بالادستی پر مبنی تمام معاشی، ریاستی، سماجی ڈھانچوں اور روایات کے خاتمے کیلئے جدوجہد جاری رکھے گی۔ اور گھریلو، معاشرتی اور ریاستی سطح پر زندگی کے ہر شعبے میں عورتوں کی برابری، ترقی، نمائندگی اور آزادی کو یقینی بنائے گی۔

3۔ پارٹی کسی بھی مذہبی اور عورت دشمن سیاسی پارٹی کے ساتھ کسی بھی قسم کا انتخابی اتحاد اور سیٹ ایڈجسٹمنٹ نہیں کرے گی۔

4۔ پارٹی جاگیرداری و وڈیرہ شاہی، پدر شاہی، قبائلی و سرداری نظام، اور سرمایہ داری نظام کے خاتمے کیلئے اور پاکستان کو ایک جدید صنعتی ملک بنانے کیلئے جدوجہد کرے گی، ملکی معیشت کا عالمی مالیاتی اداروں پر انحصار ختم کیا جائیگا۔ اجارہ دار سرمایہ داری جو کہ ہمہ گیر صنعتی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے ختم کی جائے گی، پارٹی صنعت و تجارت اور سائنسی ترقی کیلئے علاقائی تعاون کی پالیسی اختیار کرے گی۔

5۔ پارٹی پاکستان کو ایک کثیر القوامی ریاست سمجھتی ہے اور ایک ایسی وفاقی ریاست کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرے گی جس میں شامل تمام اکائیوں کو اپنے معاشی وسائل پر اختیار حاصل ہو اور وہ معاشی سماجی وثقافتی ترقی کر سکیں۔ایک کثیر القومی ملک ہونے کے ناطے قوموں کے حق خودارادیت بشمول حق علیحدگی کو تسلیم کرتی ہے۔

6۔ ہماری پارٹی سامراجیت کی ہر شکل کے خلاف ہے۔ہم پاکستان میں ایک ایسا معاشرہ بنانا چاہتے ہیں جس میں سامراج کی معاشی وسیاسی غلامی اوراس کے مالیاتی اداروں کی بالادستی کا خاتمہ ہو۔اورایک ایسی دنیا بنانا چاہتے ہیں جہاں تمام عوام واقوام معاشی، سیاسی وثقافتی لحاظ سے حقیقی معنوں میں آزاد ہوں، عالمی امن قائم ہو اور ایٹمی ہتھیاروں سمیت تمام مہلک ہتھیاروں سے اس خطے اور دنیا کو پاک کیا جائے۔

7۔ پارٹی ملک کے صنعتی وکھیت مزدوروں، مزارعین، ہاریوں، پیشہ ورحلقوں اور دیگر محنت کار عوام، طالب علموں ونوجوانوں، اورخواتین کو ان کی اپنی تنظیموں میں منظّم کرے گی اور انکی سیاسی ونظریاتی تربیت کرے گی۔

8-- پارٹی تعلیم، صحت، رہائش اور روزگار ہر شہری کا بنیادی حق اور ریاست کی ذمہ داری سمجھتی ہے اوراس کے حصول کے لئے جدوجہد جاری کرے گی۔

9۔ پارٹی مذہبی اقلیتوں کو سماج کا اہم حصہ سمجھتے ہوئے ان کے مساویانہ معاشی، سیاسی، سماجی ومذہبی حقوق کیلئے جدوجہد کرے گی۔

10- پارٹی ان مندرجہ بالا اُصولوں اور پروگرام کو مدنظر رکھتے ہوئے وفاقی اکائیوں کی رضامندی سے پاکستانی ریاست کے لئے ایک نیا عمرانی معاہدہ تشکیل دے گی۔

حصہ سوم

عبوری پروگرام

اوپر بیان کئے گئے بنیادی اصولوں کے ساتھ سوشلسٹ معاشرے کے قیام، انسان کا انسان کے ہاتھوں استحصال کے خاتمے اور حتمی طور پر ایک غیر طبقاتی سماج کے قیام کی جدوجہد کے عبوری دور میں عوامی ورکرز پارٹی کے سیاسی، معاشی اور سماجی پروگرام کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) سیاسی پروگرام

(1.1) ریاست

- وفاقی، قومی اور مقامی ہر تین سطحوں پر با اختیار منتخب حکومتیں قائم کی جائیں گی۔
- اسمبلیوں کے لیے متناسب نمائندگی کا طریق انتخاب رائج کیا جائے گا جس میں مزدوروں، کسانوں، خواتین، اقلیتوں اور ماہرین کی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے گا۔
- پارلیمان کے انتخاب کا طریقہ کار سہل اور کم خرچ بنایا جائے گا تاکہ صحیح معنوں میں عوامی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے۔
- تمام ریاستی ادارے عوام کے جمہوری کنٹرول کے تابع ہوں گے۔ سرکاری امور میں واضح پالیسی اور بروقت عمل درآمد کا شعار اپنایا جائے گا۔
- فوج، پولیس، مال اور انصاف کے محکموں کی عوامی مفاد میں تشکیل نو کی جائیگی اور ان کے تمام امور کو فعال، شفاف اور جوابدہ بنایا جائے گا۔
- فوجی اخراجات کم کئے جائیں گے۔ اسلحہ سازی کی دوڑ ختم کی جائے گی۔ فوج سے امن کے دنوں میں ترقیاتی کام لیا جائے گا۔ افسروں اور سپاہیوں کی تنخواہوں اور مراعات میں موجودہ فرق کو کم کیا جائے گا۔

(1.2) وفاق

- پاکستان ایک جمہوری وفاق ہوگا۔ جس کی وفاقی اکائیوں کی ان کی تہذیبی، لسانی، معاشی اور جغرافیائی ہم آہنگی اور تاریخی پس منظر کی بنیاد پر جمہوری طریقوں سے از سر نو تشکیل دیا جائے گا۔ وفاقی اکائیاں سیاسی طور پر خود مختار اور اپنے قدرتی وسائل کی مالک ہوں گی۔ ایک کثیر القومی ملک ہونے کے ناطے تمام قوموں کا حق خود ارادیت بشمول حق علیحدگی آئینی طور پر تسلیم کیا جائے گا۔
- فاٹا میں نوآبادیاتی دور کا جابرانہ قانون FCR-40 ختم کیا جائیگا۔ یہاں کے عوام کو وہ تمام سیاسی، معاشی اور قانونی حقوق دیئے جائیں گے جو پاکستان کے آئین کے تحت دیگر علاقوں میں بسنے والوں کو حاصل ہیں۔ فاٹا کو خیبر پختونخوا میں شامل کیا جائے گا۔
- پاکستان اور بھارت کے زیر کنٹرول ریاست جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کے عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے اور اپنی قومی و جغرافیائی وحدت کی بحالی کا مکمل اور غیر محدود حق دیا جائیگا۔
- مسئلہ کشمیر کے حل تک کشمیر اور گلگت بلتستان پر مسلط نوکر شاہانہ نظام، گلگت و کشمیر کونسلیں، وزارت امور کشمیر و گلگت بلتستان کو فوری طور پر ختم کر کے ان علاقوں میں آزاد و خود مختار حکومتیں قائم کی جائیں گی تا کہ ان علاقوں کے وسائل پر مقامی لوگوں کا اختیار بحال ہو سکے۔
- گلگت بلتستان اور کشمیر میں بڑے ڈیموں کی تعمیر سمیت کوئی بھی ایسا منصوبہ نہیں بنایا جائیگا جس سے ان علاقوں کی تاریخی و جغرافیائی حیثیت متاثر ہو اور ماحولیاتی مسائل جنم لیں۔ منگلا ڈیم سمیت دیگر تعمیر کردہ ڈیموں کی رائیلٹی مقامی لوگوں کو دی جائیگی۔
- گلگت بلتستان اور خیبر پختونخوا کے درمیان سرحدی تنازعات کو فوری حل کیا جائیگا۔ گلگت بلتستان، کشمیر اور لداخ کے درمیان تاریخی راستوں کو فوری طور پر کھولا جائیگا۔
- چونکہ کشمیر و گلگت بلتستان آئینی طور پر پاکستان کا حصہ نہیں ہیں لہذا وہاں کے عوام اپنی

سیاسی ومعاشی صورت حال کے مطابق اپنی سیاسی پارٹیاں تشکیل دینے اور پالیسیاں مرتب کرنے کے لئے آزاد وخودمختار ہونگے ،مگر کشمیر وگلگت وبلتستان کے جو افراد پاکستان میں رہتے ہیں، وہ عوامی ورکرز پارٹی کی رکنیت اختیار کرسکتے ہیں۔ مزید برأں کشمیر اور گلگت بلتستان کی ہم خیال پارٹیوں کو وفاقی کمیٹی میں نمائندگی دی جائیگی۔

۔ سرکاری وسائل کی تقسیم میں پسماندہ علاقوں اور قومی اکائیوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا ازالہ کرتے ہوئے پسماندگی کے خاتمے کو بنیادی اہمیت دی جائے گی۔

۔ بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کو پاکستان میں عام انتخابات میں ووٹ کا حق دیا جائے گا۔

(1.3) خارجہ پالیسی

۔ دنیا بھر میں امن اور جمہوریت کی حمایت کی جائے گی۔ ہمسایوں سمیت تمام ممالک سے برابری کے اصولوں کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات قائم کیے جائیں گے۔ امریکہ اور دیگر سامراجی ممالک کی معاشی، سیاسی اور فوجی پالیسوں کی مقامی اور عالمی سطح پر مخالفت کی جائے گی۔ قومی آزادی کی تحریکوں اور دنیا بھر میں عوام دوست انقلابات کی حمایت کی جائے گی۔ پاکستان دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں نہ مداخلت کرے گا اور نہ ہی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت برداشت کی جائے گی۔

(2) معاشی پروگرام

(2.1) بنیادی ضروریات

۔ تعلیم ،صحت، رہائش ٹرانسپورٹ، بجلی، گیس تیل اور پانی جیسے روزمرہ عوامی ضروریات کے شعبے ریاستی تحویل میں ہونگے اور تمام شہریوں کو ان سہولتوں کی فراہمی یقینی بنائی جائے گی۔ فوجی اخراجات

کو کم کر کے تعلیم پر GDP کا کم از کم 10 فیصد، صحت پر 10 فیصد اور رہائش کی فراہمی پر پانچ فیصد خرچ کیا جائے گا۔

(2.2) صنعت

- حکومت معیشت کی عمومی منصوبہ بندی اور نگرانی کرے گی۔
- ''آزاد'' تجارتی منڈی، نجکاری اور محنت پر پابندیوں پر مبنی سرمایہ دارانہ عالمگیرت کی مخالفت کی جائے گی۔
- قومیائی گئی صنعتوں کو فعال بنایا جائے گا۔ پاکستانی مالیاتی اداروں اور بینکوں کی جانب سے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور سول وفوج افسر شاہی کو دیئے گئے قرضوں کی مکمل وصولی کی جائے گی اور آئندہ سیاسی بنیادوں پر ایسے قرضوں کی فراہمی پر مکمل پابندی عائد کی جائے گی۔
- بڑی صنعتوں کو پبلک تحویل میں لیا جائیگا۔ عوام کے معیار زندگی بہتر بنانے کے لئے صنعتی ترقی کی پالیسی میں گھریلو ساز وسامان اور گھریلو کام کی مشینوں کی بڑے پیمانے پر پبلک سیکٹر میں پیداوار اور سستے داموں فراہمی پر خاص توجہ دی جائے گی۔
- صنعتی ترقی کے لئے نجی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی خاص کر ملک کے پسماندہ علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر نئی صنعتیں قائم کی جائیں گی تاہم نجی صنعت کو اجارہ داری اور بے لگام منافع خوری کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ محنت کشوں کے قانونی حقوق کی پامالی کی اجازت دی جائے گی۔ روزگار کے حصول میں مقامی آبادی کو حق اولیت حاصل ہوگا۔ نجی شعبے کے مزدوروں کو وہی معاشی وسماجی حقوق حاصل ہونگے جو سرکاری شعبے کے مزدوروں کو حاصل ہیں۔
- صنعتی ترقی، معاشی آزادی اور خودمختاری کے لیے علاقائی وترقی پذیر ممالک کے ساتھ تعاون اور اشتراک پر مبنی معاہدے کئے جائیں گے۔
- ملٹی نیشنل سرمایہ کاروں کے منافع کی شرح کو ملکی اور عوامی مفاد میں طے کیا جائیگا۔

- محنت کشوں کی تنخواہوں کو مہنگائی کے لحاظ سے بڑھایا جائے گا۔ کارخانوں میں ٹھیکیداری نظام ختم کیا جائے گا۔ جبری مشقت کے خاتمے کے لیے موجود قوانین پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے گا اور مزدور دوست پالیسی و نئے قوانین بنائے جائیں گے۔
- خواتین کے کام پر پابندی جیسے تمام جاگیردارانہ تعصّبات دور کئے جائیں گے۔ برابر کام کے برابر معاوضے کو یقینی بنایا جائیگا۔
- پانی اور توانائی کے بحران ہنگامی طور پر حل کئے جائیں گے۔ اور خصوصاً ہائیڈل اور شمسی توانائی کے منصوبوں کو ترجیح دی جائے گی۔

(2.3) زراعت

- بڑی زمینداریوں، سرداری و جاگیرداری نظام کا خاتمہ کیا جائے گا، نیز ملٹری فارمز کے نام پر گھیری گئی تمام اراضیات اور فوجی و سول افسر شاہی کو بانٹی گئی تمام اراضیات بحقِ عوام ضبط کر کے بے زمین کسانوں اور مزارعین میں بلاتفریق جنس برابر اور مفت تقسیم کی جائیں گی۔ زرعی زمین کی حدِ ملکیت 125 ایکڑ نہری اور 150 ایکڑ بارانی فی کاشتکار خاندان مقرر کی جائے گی۔ ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاروں کو زرعی زمینوں کی الاٹمنٹ، پٹہ پر حوالگی اور فروخت ختم کی جائے گی۔ کواپریٹو فارمنگ اور اجتماعی کاشتکاری کو فروغ دیا جائے گا۔
- زرعی ادویات، مصنوعی کھاد اور بیج تیار کرنے والے بڑے کارخانوں اور اداروں کو ریگولیٹ کیا جائیگا اور ان کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی کی جائے گی۔
- کھیت و دیہی محنت کشوں کو صنعتی مزدوروں کے مساوی حقوق و مراعات دی جائیں گی۔

(2.4) ٹیکس اور بیرونی قرضے

- ٹیکس کے نظام کو نئے سرے سے منصفانہ بنیادوں پر ترتیب دیا جائے گا۔ عوام کو بلواسطہ ٹیکسوں سے نجات دلائی جائے گی۔ آمدنی کی بنیاد پر ٹیکس کا اصول زراعت اور غیر ملکی

سرمائے سمیت ہر شعبہ زندگی پر لاگو کیا جائے گا۔

۔ سامراجی ممالک اور عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے پاکستان کے حکمرانوں خاص طور پر فوجی آمروں کو دیئے جانے والے ناجائز غیر ملکی قرضوں کے خاتمے کے لئے بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ اصولوں کے تحت اقدامات اٹھائے جائیں گے۔

(2.5) ماحولیات

۔ قدرتی وسائل کو پائیدار طریقہ سے استعمال کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

۔ صنعتی فضلے کے اخراج، جنگلات کے کٹاؤ، پانی کے بے جا اور غلط استعمال کے نتیجہ میں ماحولیاتی تباہی کو روکنے کیلئے قانون سازی کی جائے گی۔ قابل تجدید توانائی کے حصول کیلئے ریاستی سطح پر سرمایہ کاری کی جائے گی۔ توانائی خاص طور پر بجلی پیدا کرنے کے ایسے پراجیکٹس پر کام کیا جائے گا جس سے قدرتی ماحول کو نقصان نہ پہنچے۔

۔ قدرتی آفات اور بڑی تباہی پھیلانے والے واقعات سے نمٹنے کیلئے ریاستی سطح پر مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔

(3) سماجی پروگرام

(3.1) بنیادی حقوق

۔ شخصی آزادی کو ریاستی تحفظ حاصل ہوگا۔

۔ غریب عوام کو بنیادی ضروریات زندگی و روزگار فراہم کرنے اور تعلیم، علاج معالجہ، رہائش کی مفت سہولتیں مہیا کرنے کی بنیادی ذمہ داری حکومت کی ہوگی۔

۔ بین الاقوامی سطح پر طے شدہ اصولوں اور معاہدوں کے مطابق آئین میں ہر شہری کے سیاسی، معاشی، سماجی، مذہبی اور ثقافتی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔ ذات، مذہب، فرقے، طبقے، جنس، قوم کی بنیادوں پر موجود امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے گا۔ تمام شہریوں کو ہر سطح پر

یکساں مواقع اور سہولتیں حاصل ہونگی۔خواتین، اقلیتوں اور دیگر پچھڑے ہوئے سماجی گروہوں کو خصوصی مراعات فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرے میں برابری کی سطح پر آسکیں۔

۔ پیشہ ورانہ تنظیموں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ ریاست کے ہر شہری کو اظہار خیال، نقل وحرکت، انجمن سازی کے غیر مشروط حق کی ضمانت دی جائے گی۔طبقاتی تنظیموں کو اجتماعی سودا کاری اور ہڑتال کا حق حاصل ہوگا۔اور سماجی تحریکوں کو بھی فروغ دیا جائے گا۔

(3.2) تعلیم وصحت

۔ ہر شہری کو میٹرک تک لازمی اور ذہین طلباء کو گریجوایشن تک مفت تعلیم دینے کی آئینی ضمانت دی جائے گی۔موجودہ طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ اور تعلیم کے نام پر تجارت،تعصب اور لوٹ مار کا کاروبار بند کیا جائے گا۔ نصاب کو سیکولر اور جدید دور کے مطابق بنایا جائے گا۔ بڑے پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور مدرسوں کو ریاستی تحویل میں لیا جائے گا۔موجودہ فرسودہ نظامِ تعلیم کی جگہ نیا یکساں اور جدید نظام تعلیم رائج کیا جائیگا۔مادری زبانوں میں تعلیم کو فروغ دیا جائے گا۔

۔ محنت کش طبقے کو مفت علاج معالجہ کی سہولت کی فراہمی کے ساتھ ساتھ عوام کو علاج معالجہ کی بہتر اور ارزاں سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔دوائیوں کی کمپنیوں کی لوٹ مار اور جعلی ادویات کے عوام دشمن کاروبار پر پابندی لگائی جائیگی۔

(3.3) خواتین

۔ مرد کی بالا دستی کی ہر شکل کا خاتمہ کیا جائیگا،جنس کی بنیاد پر تمام امتیازات اور نابرابری کا خاتمہ کیا جائے گا، اور زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کو مساوی مواقع اور حیثیت دی جائے گی۔ عوامی نمائندگی کے تمام اداروں میں خواتین کی مساوی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے گا۔عورتوں پر تشدد اور تمام پسماندہ سماجی اداروں اور روایات پر قانونی پابندی ہوگی اور ریاست کے خلاف جرائم کی فہرست میں شامل کئے جائینگے ،بشمول جرگے، جبری شادی،سوارہ، ونی، کاروکاری، اور غگ وغیرہ کو شامل کیا جائے گا۔ وراثت میں عورتوں کو مساوی حصہ دیا جائے گا ۔بچیوں اوعورتوں کیلئے تخلیق اور فن کے

مساوی مواقع دیئے جائیں گے۔ بچوں کی پیدائش کا صوابدیدی اختیار عورت کو حاصل ہوگا۔ زچگی اور تولیدی صحت کی مفت سرکاری سہولیات اور بچوں کے لئے سرکاری اور نجی اداروں میں نگہداشت گاہیں بنائی جائیں گی۔ زچگی کے دوران ماں کو تین ماہ کی با معاوضہ رخصت دی جائے گی اور پہلے بچے کی پیدائش کے بعد ایک سال کی بامعاوضہ رخصت جو والدین میں سے ماں یا باپ کوئی بھی لے سکتا ہے یہ سہولت صرف دو بچوں کی پیدائش تک ہوگی۔

(3.4) طلباء و نوجوان

۔ طلباء اور نوجوانوں پر خصوصی توجہ ہماری سیاست کے فرائض اولین میں شامل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس نظریاتی اور فکری گھمبیر پن سے ہمارے سماج کے بچوں کا واسطہ پڑتا ہے اور جس عقیدوی تلقین، ابہام پسندی، اور قدامت پرستی کے عمل سے اُنہیں بچپن سے گزارا جاتا ہے اُس نظریاتی مقرر سے اُنہیں نکالنا ہوگا تاکہ وہ ایک آزاد انسان اور شہری کی حیثیت سے سماج کی انقلابی بہتری کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ ان بچوں اور نوجوانوں کو نئی زندگی، تخلیقی اور تحقیقی اقدار اور اُصولوں اور تجربات سے ہمکنار کئے جانے کے لئے انتظامات کرنے ہونگے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس شکل کی زندگی ہم گزارنے پر مجبور ہیں وہ انسانی حوالوں سے کوئی بہتر صواتحال نہیں ہے اس لئے انقلابی اقدامات کے لئے انقلابی تدریسی نظام کی تشکیل کرے گی ضروری ہے، بشمول بہت بڑے پیمانے پر ڈی ایجوکیشن کے۔ پارٹی نصاب کو تمام طبقاتی، قومی، صنفی اور مذہبی تعصّبات سے صاف کرے گی اور جدید، سائنسی، سیکولر اور جمہوری بنیادوں پر استوار کرے گی۔

۔ تمام نوجوانوں کو روزگار کی آئینی ضمانت دی جائے گی۔ نوجوانوں اور طالب علموں کو تعلیم کے ساتھ کھیل کود اور ثقافتی سرگرمیوں کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ طلباء کو غیر نصابی صحت مند سرگرمیوں کو فروغ دینے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ تعلیمی اداروں میں طلباء یونینز بحال کی جائیں گی۔

دستور عوامی ورکرز پارٹی

پہلا باب:

نام اور پرچم

(1) نام:

1.1 پارٹی کا نام عوامی ورکرز پارٹی ہوگا۔

1.2 پرچم

پارٹی پرچم کا رنگ سرخ اور سفید ہوگا (3/4 حصہ سرخ اور بائیں طرف 1/4 حصہ سفید) سرخ حصے کے درمیان میں ایک پانچ کونوں والا سفید ستارہ ہوگا۔

1.3 سرخ رنگ جدوجہد کی نشانی ہے۔ یہ محنت کش عوام کی طبقاتی وانقلابی جدوجہد اور قربانی کا اظہار ہے۔سفید رنگ امن کی نشانی اور سفید ستارہ راہنمائی کی غمازی کرتا ہے۔

دوسرا باب:

رکنیت

2.1- ہر پاکستانی شہری جس کی عمر کم از کم 18 سال ہو، پارٹی منشور و دستور اور نظریے سے اتفاق کرتا / کرتیہو۔ پارٹی کا رکن بن سکتا ہے۔ پارٹی رکنیت حاصل کرنے کے لیے رکنیت فارم پُر کرنا ہوگا اور 10 روپے رکنیت فیس ادا کرنا ضروری ہوگا۔

2.2- رکنیت فیس ادا کرنے کے علاوہ ہر رکن پر لازم ہوگا کہ وہ باقاعدہ ماہانہ چندہ ادا کرے

(ماہانہ چندے کا تعین رکن خود اپنی آمدنی کے لحاظ سے رکنیت فارم پُر کرتے وقت کرے گا)۔ پارٹی یا پارٹی کے مختلف محاذوں میں کسی ایک کے کاموں میں باقاعدہ شرکت کرے۔ جو رکن پارٹی کا موں میں شریک نہیں ہوگا اور باقاعدہ ماہانہ چندہ ادا نہیں کرے گا، وہ پارٹی انتخابات میں حصہ لینے یا ووٹ دینے کا حقدار نہیں ہوگا۔

تیسرا باب:

پارٹی ڈھانچہ

3- پارٹی کا دائرہ کار پورا پاکستان ہوگا اور پارٹی کے فیڈرل ڈھانچے میں مندرجہ ذیل ادارے ہونگے۔

1۔ وفاقی کانگرس

2۔ وفاقی کمیٹی

3۔ وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی

4۔ وفاقی طرز پر قومی / صوبائی اور ضلعی ادارے ہونگے (پارٹی منشور کی روشنی میں موجودہ صوبوں یا وفاقی اکائیوں کی قومی بنیادوں پر از سر نو تشکیل کی ضرورت ہے، اس لیے موجودہ حالات میں پارٹی نے زبان، تہذیب وثقافت کی بنیاد پر سرائیکی وسیب کو الگ اکائی مانتے ہوئے تنظیم قائم کی ہے۔ لہذا دستور کی مندرجہ ذیل شقوں میں صوبے یا صوبائی تنظیم کو ''قومی اکائی'' کے طور پر ہی پڑھا جائے)۔

3.1 وفاقی کانگرس

(i) کانگرس پارٹی تنظیم کا اعلیٰ ترین ادارہ ہوگا۔ کانگرس ہر تین سال بعد منعقد ہوگی، پارٹی کانگرس سیاسی و تنظیمی حکمت عملی طے کرے گی۔ وفاقی کمیٹی کا انتخاب کرے گی ۔ وفاقی کانگرس مندوبین ہی کو ووٹ کا حق ہوگا، ان مندوبین کا انتخاب تمام صوبائی اکائیوں کی کانگرسیں اپنے

مندوبین میں سے کریں گی۔صوبوں سے مندوبین کی نمائندگی اور تعداد برابری کے اصول پر ہوگی البتہ جن صوبوں میں پارٹی اراکین کی تعداد بہت کم ہے وہاں سے مندوبین کی تعداد کا فیصلہ وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی کرے گی۔

(ii) وفاقی کانگرس میں پیش کی جانے والی وفاقی کمیٹی اورصوبائی کمیٹیوں کی رپورٹوں اورقرار دادوں کے مسودے کانگرس کے انعقاد سے کم ازکم ایک ماہ پہلے اراکین میں تقسیم ہوں گے۔تاکہ ان پر بحث کا مناسب وقت مل سکے۔فوری ایشوز پرقراردادیں کانگرس میں پیش ہوسکتی ہیں۔

(iii) کانگرس کو چلانے کا انتظام اسٹینڈنگ آرڈر کمیٹی (SOC) کرے گی جس کا انتخاب کانگرس سے پہلے منعقد ہونے والی وفاقی کمیٹی کرے گی۔SOC تین ساتھیوں پر مشتمل ہوگی۔یہ کمیٹی کانگرس کا اجلاس باقاعدہ شروع ہونے سے قبل کانگرس چلانے کی تجاویز کو پیش کر کے منظوری لے گی۔

(iv) کانگرس میں تمام فیصلے سادہ اکثریت سے کیئے جائیں گے البتہ منشور و دستور کی ترمیم کے لیے 60 فیصد اکثریت درکار ہوگی۔

3.2 خصوصی کانگرس

کسی فوری یا اہم مسئلے پر وفاقی کمیٹی کی دوتہائی اکثریت کی رائے سے خصوصی کانگرس کم ازکم ایک ماہ کے پیشگی نوٹس پر منعقد کی جاسکتی ہے جس میں گزشتہ کانگرس کے مندوبین ہی شرکت کریں گے۔

3.3 وفاقی کمیٹی

(i) وفاقی کمیٹی، کانگریس میں منتخب اراکین، سابق وفاقی صدراور جنرل سکریٹری اور وفاقی اکائیوں کے صدوراور جنرل سیکرٹریز پر مشتمل ہوگی۔دو وفاقی کانگرسوں کے درمیانی عرصے میں تمام سیاسی وانتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی اور کانگرس کے بعد وفاقی کمیٹی پارٹی کا اعلیٰ بااختیار ادارہ ہوگا۔ اس کا اجلاس سال میں کم ازکم تین دفعہ منعقد ہوگا اور اجلاس کا کورم کل تعداد کا کم ازکم نصف ہوگا۔

وفاقی کمیٹی کا خصوصی اجلاس وفاقی کمیٹی کے کل اراکین کی ایک تہائی تعداد کی درخواست پر بلایا جا سکتا ہے۔

(ii) وفاقی کمیٹی کے اراکین کی تعداد کا تعین موجود وفاقی کمیٹی کرے گی۔ مزید جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کی ہم خیال پارٹیوں سے نمائندگی اور اراکین کی تعداد کا تعین بھی موجود وفاقی کمیٹی کرے گی۔ وفاقی کمیٹی کا انتخاب ایک تجویز کردہ لسٹ کی بنیاد پر ہوگا، جو موجود وفاقی کمیٹی کانگرس میں منظوری کے لیے پیش کرے گی۔

(iii) موجود وفاقی کمیٹی حتمی لسٹ مرتب کرتے وقت صوبائی اکائیوں سے نمائندگی، مجوزہ اراکین کی کارکردگی اور صوبائی کمیٹیوں کی رائے کو مدنظر رکھے گی۔

(iv) وفاقی کمیٹی کو آئندہ کانگرس کے انعقاد تک، کسی خصوصی صورت حال یا ضرورت کے تحت نئے ممبران کو وفاقی کمیٹی میں شامل کرنے کا اختیار ہوگا اور اس کے لیے وفاقی کمیٹی کے دو تہائی ممبران کا رضامند ہونا لازمی ہوگا۔

(v) وفاقی کمیٹی کا کوئی رکن اگر کسی خاص یا اہم وجہ کی تحریری اطلاع کے بغیر متواتر تین اجلاس میں شریک نہیں ہوگا تو اس کی رکنیت خود بخود ختم ہو جائیگی۔ یہی اصول پارٹی کے نیچے کے تمام اداروں اور عہدیداروں کے لیے ہوگا۔

(vi) وفاقی کمیٹی میں خواتین کی کم سے کم تعداد 33 فیصد ہوگی۔ اور یہی اصول پارٹی کے تمام اداروں کے لیے نافذ ہوگا۔ نوٹ: (ضمیمہ ملاحظہ کریں)۔

3.4 وفاقی ایگزیکیٹو کمیٹی

(i) وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی پارٹی کے وفاقی عہدیداروں اور صوبوں کے صدور پر مشتمل ہوگی۔ صدر کی غیر موجودگی میں سنئیر نائب صدر نمائندگی کرے گا / گی۔ ایگزیکٹو کمیٹی وفاقی کانگرس اور وفاقی کمیٹی کے فیصلوں پر عمل درآمد کرانے کی ذمہ دار ہوگی اور وفاقی کمیٹی کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ کسی بھی سیاسی یا تنظیمی صورت حال میں وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی فوری فیصلے کر سکتی ہے۔

مگر بعد میں اس کی توثیق وفاقی کمیٹی سے ضروری ہوگی۔

3.5 وفاقی عہدیداران

وفاقی سطح پر یہ عہدیداران ہونگے۔

صدر، سینئر نائب صدر، نائب صدر، جنرل سیکریٹری، ڈپٹی جنرل سیکریٹری، پارٹی ترجمان، آرگنائیزنگ سکریٹری، سیکریٹری تعلیم و ثقافت، سیکریٹری مالیاتی امور، سیکریٹری نشرو اشاعت، سیکریٹری لیبر، سیکریٹری کسان و ہاری، سیکرٹری خواتین، سیکرٹری یوتھ وطلباء۔وفاقی عہدیداروں کا انتخاب نئی منتخب شدہ وفاقی کمیٹی اپنے اراکین میں سے کرے گی، جس کا اعلان کانگریس کے اجلاس میں کیا جائے گا۔

صدر

صدر پارٹی کا آئینی سربراہ ہوگا / گی، پارٹی کے اجلاس کی صدارت کرے گا / گی اور پارٹی منشورودستور کے مطابق راہنمائی کرے گا / گی۔

سینئر نائب صدر

صدر کے فرائض میں معاونت کے علاوہ صدر کی عدم موجودگی میں پارٹی صدر کے عہدے پر کام کرے گا / گی اور صدر کے تمام اختیارات وفرائض انجام دے گا / گی۔

نائب صدر

صدر اور سینئر نائب صدر کی عدم موجودگی میں پارٹی صدر کے عہدے پر کام کرے گا / گی اور صدر کے تمام اختیارات اور فرائض انجام دے گا / گی۔

جنرل سیکریٹری

پارٹی کے تمام تنظیمی امور کا انچارج ہوگا / گی۔ پارٹی کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے علاوہ پارٹی کی وفاقی کانگرس وفاقی کمیٹی اور وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی کے / اجلاس کے انعقاد اور انتظامی امور کے

ساتھ ساتھ قومی اکائیوں کی تنظیموں سے رابطے اور پارٹی فیصلوں پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہوگا / گی۔

ڈپٹی جنرل سیکرٹری

جنرل سیکریٹری کے کاموں میں معاونت کرے گا / گی اور جنرل سیکریٹری کی عدم موجودگی میں ان کے فرائض سرانجام دے گا / گی۔

پارٹی ترجمان

پارٹی منشور و دستور اور پارٹی فیصلوں کے مطابق پارٹی صدر اور جنرل سکریٹری کے مشورے سے مختلف سیاسی معاملات پر پارٹی کا موقف بیان کرنے اور ترجمانی کے فرائض انجام دے گا / گی۔

آرگنائیزنگ سکریٹری

پورے ملک میں پارٹی کو منظّم و متحرک کرنے اور پارٹی کے تمام اداروں کے درمیان رابطے کا ذمہ دار ہوگا / گی۔

سیکریٹری تعلیم و تربیت و کلچر

پارٹی اراکین کی نظریاتی و سیاسی تعلیم و تربیت کے علاوہ تاریخی، ادبی، تہذیبی و ثقافتی امور کا بھی ذمہ دار ہوگا / گی۔

سیکریٹری مالیاتی امور

پارٹی کے مالیاتی امور کا ذمہ دار ہوگا / گی آمدن اور اخراجات کی رپورٹ مرتب کریگا / گی۔

سیکریٹری نشرواشاعت

پارٹی کے اغراض و مقاصد، فیصلوں اور اس کے لٹریچر کی نشرواشاعت کا ذمہ دار ہوگا / گی، پارٹی کے نقطۂ نظر کو تمام ذرائع ابلاغ میں فروغ دے گا / گی۔

سیکرٹری لیبر، سیکرٹری کسان / ہاری، سیکرٹری یوتھ وطلباء اور سیکرٹری خواتین یہ تمام سیکرٹریز اپنے اپنے شعبوں اور امور کے ذمہ دار ہونگے اور ان شعبوں سے متعلق کاموں کی نگرانی کریں گے۔

(i) پارٹی ترجمان اورارگنائیزنگ سکریٹری کے عہدوں کو چھوڑ کر، یہی عہدیداران صوبائی اورضلعی سطح پر منتخب ہونگے۔

(ii) پارٹی کے وفاقی،صوبائی اورضلعی سطح کے کسی ایک عہدے پرکوئی ساتھی لگاتاردوٹرم سے زیادہ عرصے کے لیے منتخب نہیں ہوسکتا / سکتی،لیکن وقفہ کے بعددوبارہ اس عہدے پرمنتخب ہوسکتے ہیں۔

(iii) کوئی بھی وفاقی عہدیداراپنے عہدے سے مستعفی ہوسکتا / سکتی ہے وہ اپنا استعفیٰ تحریری طورپر جنرل سیکرٹری کے توسط سے دے گا / گی،جسکی حتمی منظوری وفاقی کمیٹی دے گی۔اورصوبوں میں یہ اختیارقومی/صوبائی کمیٹی کوہوگا۔

3.6 صوبائی کانگریس

(i) وفاقی پارٹی کی طرز پرتمام اکائیوں میں قومی / صوبائی کانگرس،قومی / صوبائی پارٹی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہوگا اورصوبے میں اسکووہی اختیارحاصل ہوں گے جووفاق میں وفاقی کانگرس کو حاصل ہیں۔قومی/صوبائی کانگرس کا انعقادمندوبین کی تعداد،اوراضلاع کے درمیان تناسب کا تعین قومی/صوبائی کانگریس سے قبل صوبائی کمیٹی ،اضلاع کی پارٹی ممبرشپ کی بنیادپرکرے گی۔ قومی/صوبائی کانگرس کے مندوبین کا انتخاب ضلعی کانگرس کے مندوبین میں سے ہوگا۔

(ii) صوبائی کانگریس،صوبائی کمیٹی کے اراکین وعہدیداراوروفاقی کانگریس کے مندوبین کاانتخاب کرے گی۔

(iii) صوبائی کمیٹیوں،صوبائی ایگزیکٹوکمیٹیوں اورعہدیداروں کوصوبے میں وہی اختیارات ہونگے جووفاق میں وفاقی کمیٹی اوروفاقی ایگزیکٹوکمیٹی کوحاصل ہیں۔

3.7 ضلعی تنظیم

ضلعی کانگرس ضلع کا سب سے بااختیارادارہ ہوگا وہ ضلعی کمیٹی / عہدیداروں اورصوبائی کانگریس

کے مندوبین کا انتخاب کرے گی۔اور ضلع میں اسے وہی اختیارات حاصل ہونگے جو صوبے میں قومی کانگرس یا وفاقی کانگرس کو حاصل ہیں۔ضلعی کانگرس کا انعقاد ضلع کے اندر تمام یونٹوں سے ممبر شپ کی بنیاد پر منتخب مندوبین کریں گے۔ایک ضلع کے اندر کم از کم پانچ یونٹ ہونگے۔ضلعی کانگرس کے لیے مندوبین کی تعداد کا تعین ضلعی کمیٹی کانگرس سے پہلے کرے گی۔تنظیمی صورت حال کے مدنظر قومی کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ ایک سے زیادہ اضلاع ،شہر یا علاقوں کی ایک تنظیم تشکیل دے۔

3.8 ضلعی کمیٹی

ضلعی کمیٹی اور ضلعی ایگزیکٹو کمیٹی کے اراکین وعہدیداروں کا انتخاب صوبائی کمیٹی یا صوبائی ایگزیکٹو کمیٹی کے طرز پر ہوگا اور ان کے اختیارات بھی ضلع کے اندر وہی ہونگے۔

3.9 بنیادی یونٹ

یہ پارٹی کا بنیادی ادارہ ہوگا جو فیکٹری، ادارے، گاؤں، گوٹھ، وارڈ، یونین کونسل، ضلع و تحصیل، تعلقہ ، محلے یا علاقے کی بنیاد پر قائم ہوگا، ایک یونٹ کم سے کم پانچ اراکین کی نبیاد پر قائم ہوگا۔ ہر یونٹ کی منظوری متعلقہ ضلعی کمیٹی سے لازمی ہوگی۔ یونٹ کا ایک سیکرٹری اور کمیٹی مقرر کی جائیگی۔ ہر یونٹ پندرہ روز میں اپنا اجلاس کرے گا اس کا فرض ہے کہ اپنے اراکین سے ماہانہ چندہ وصول کر کے ضلعی پارٹی کو دے اور پارٹی پروگرام اور پالیسی کی اپنے علاقے میں تشہیر کرے۔ اور پارٹی فیصلوں کی پابندی کرے۔

چوتھا باب:

جمہوری حقوق اور نظم وضبط

-4.1 پارٹی کے تمام ادارے منتخب ہونگے۔اور اس باڈی کو جوابدہ ہونگے جس نے انہیں منتخب کیا ہے۔ پارٹی کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر رکن اور پارٹی کا ہر ادارہ پارٹی لائحہ عمل کے مطابق جدوجہد کرتے ہوئے پارٹی کے دستور اور تمام اصولوں کی پاسداری کرے۔ پارٹی کے تمام فیصلے جمہوری طور پر مباحثے کے بعد ممکنہ حد تک اتفاق رائے سے اور اختلاف رائے کی صورت میں کثرت رائے سے کیئے جائیں گے، جن کی پاسداری سب پر لازمی ہوگی۔

-4.2 پارٹی کا ہر رکن یہ حق رکھتا ہے کہ وہ پارٹی کے اداروں کے اندر بحث مباحثے کے بعد ادارے کے فیصلے کا پابند ہوگا۔اقلیت کو اکثریت کے فیصلے کی پابندی کرنی ہوگی لیکن ہر رکن یا ادارے کو حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی مسئلے پر اپنے اختلافی نقطہء نظر کو تحریری طور اوپر والے ادارے کو ارسال کرے۔ بالائی ادارے کے فیصلے کی پابندی نیچے والے ادارے پر لازمی ہوگی۔

-4.3 ہر پارٹی یونٹ اور ادارے کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں اور کارکردگی کا جائزہ لے اور اسے زیادہ موثر بنانے کے لیے اقدامات کرے اور ایسے جائزوں اور کارکردگی کی تحریری رپورٹ متعلقہ پارٹی اداروں کو ارسال کرے۔

-4.4 پبلک میں کام کرنے والا ممبر پارٹی کے ڈسپلن اور جمہوری اقدار کے دائرے میں کام کرے گا اور اپنی پوزیشن سے کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

-4.5 تمام اجلاسوں کی کاروائی تحریری کی جائیگی اور سرگرمیوں کی رپورٹ متعلقہ ادارے کے اراکین اور متعلقہ بالائی ادارے کی دسترس میں ہوگی۔ کسی بھی ادارے کی تحریری کاروائی کو حزف کرنے کا ختیار متعلقہ کمیٹی کو ہوگا۔

-4.6 پارٹی کے ہر رکن اور ہر ادارے کے لیے یہ لازم ہوگا کہ وہ پارٹی منشور، دستور، تمام

فیصلوں، اور پارٹی ضابطہ اخلاق کی پابندی کرے (ضابطہ اخلاق وفاقی کمیٹی مرتب کرے گی)۔ بالائی ادارہ تحریری نوٹس جاری کرے گا، متعلقہ رکن یا ادارہ تحریری طور پر جواب دے گا اور اسے صفائی کا پورا موقع دیا جائیگا۔

4.7- خلاف ورزی کی نوعیت کے مدنظر تحقیقاتی کمیٹی بھی مقرر کی جاسکتی ہے۔ جو اپنی رپورٹ متعلقہ ادارے کو پیش کرے گی۔ فیصلہ متعلقہ ادارہ ہی کرے گا۔ ڈسپلن کی خلاف ورزی پر کسی کو عہدے یا رکنیت سے معطل کیا جاسکتا ہے اور الزام ثابت ہونے پر رکنیت ختم کی جاسکتی ہے۔

4.8- ہر فیصلے سے متاثر رکن یا ادارے کو اپیل کا حق ہوگا جو اوپر والے ادارے کے پاس کی جاسکتی ہے۔ اپیل یا حتمی فیصلوں کا حق وفاقی کمیٹی کے پاس ہوگا۔

پانچواں باب:

پارٹی انتخابات

5.1- پارٹی کے تمام ادارے منتخب ہونگے اور تمام انتخابات ہر ادارے کے انتخاب کے لئے دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق ہونگے۔ وفاقی، صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں اپنی اپنی سطح پر انتخابات سے قبل الیکشن کمیشن مقرر کریں گی، جن کی تعداد بھی متعلقہ کمیٹی ہی طے کرے گی، جو متعلقہ اداروں کے انتخابات کے ذمہ دار ہونگے۔

5.2- غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کے تنظیمی و انتظامی سربراہ پارٹی کے کسی بھی عہدہ کیلئے انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتے۔

5.3 اپیل کمیشن

وفاقی کمیٹی سینئر ممبران پر مشتمل ایک تین رکنی اپیل کمیشن منتخب کرے گی۔ اپیل کمیشن کسی بھی انتخابی شکایت یا اپیل پر فیصلے سے قبل انکوائری کر سکتا ہے۔ اپیل کمیشن کے فیصلے کی حتمی منظور فاقی کمیٹی دے گی۔

چھٹا باب:

ملکی پارلیمانی انتخابات

6.1- ملک میں تمام پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے پارٹی امیدواروں کے تعین کے لیے وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی پارلیمانی بورڈ تشکیل دے گی۔ پارلیمانی بورڈ کے اراکین خود انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے۔ انتخابات میں حصہ لینے کے خواہش مند اراکین اپنی درخواستیں مقامی یونٹ، ضلعی کمیٹی وصوبائی کمیٹی کی منظوری کے بعد پارلیمانی بورڈ کو بجھوائیں گے۔ پارٹی ٹکٹ جاری کرنے کے لیے پارلیمانی بورڈ کا فیصلہ تمام اراکین پر لازم ہوگا، لیکن اس کے فیصلے کے خلاف اپیل وفاقی ایگزیکٹو کمیٹی میں کی جاسکے گی جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

6.2- پارلیمانی بورڈ کو پارٹی ٹکٹ کے لیے درخواست کے ساتھ فیس کے تعین کا حق ہوگا۔ جس کی ادائیگی امیدوار رکن کے لیے لازمی ہوگی۔ پارلیمانی بورڈ قواعد وضوابط جاری کرسکتا ہے۔

6.3- بلدیاتی انتخابات کے لیے قومی / صوبائی کمیٹی بورڈ مقرر کرے گی جو وفاقی سطح کے پارلیمانی بورڈ کی طرز پر کام کرے گا۔ بورڈ کے فیصلے کے خلاف اپیل قومی / صوبائی کمیٹی کے سامنے کی جاسکے گی جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

ساتواں باب:

دیگر امور

7.1 پارٹی فنڈز اور مالی معاملات

(i) پارٹی میں ہر سطح پر مالی حساب کتاب باضابطہ، شفاف اور تحریری طور پر رکھا جائیگا۔ اس

کی ہر متعلقہ ادارے میں باقاعدہ رپورٹنگ کی جائیگی۔ وفاقی سطح پر پارٹی فنڈز کے لیے باقاعدہ اکاؤنٹ کھولا جائیگا جس کو چلانے کی ذمہ داری سیکرٹری مالی امور، جنرل سیکرٹری اور پارٹی صدر پر ہوگی۔قومی اور ضلعی سطح پر بھی بنک اکاؤنٹ کھولے جاسکتے ہیں۔

(ii) بنیادی طور پر پارٹی فنڈز کا انحصار پارٹی کے اراکین، عہدیداروں اور ہمدردوں پر ہی ہوگا۔وفاقی کمیٹی فنڈز جمع کرنے کے اور طریقہء کار کے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے۔یا خصوصی فنڈ کی اپیل کرسکتی ہے۔

(iii) پارٹی رکنیت کی تمام فیس، مقامی یونٹ، ضلعی اور صوبائی کمیٹی کے ذریعے وفاقی کمیٹی کو ادا کریں گے۔

(iv) پارٹی اراکین سے ماہانہ فیس پارٹی نبیادی یونٹ وصول کریں گے۔اور وصول شدہ رقم کا 25 فیصد حصہ بنیادی یونٹ، 25 فیصد ضلع شہر، 50 فیصد صوبے کے درمیان تقسیم کیا جائیگا۔

7.2 ادارہ تعلیم وتربیت

پارٹی اپنے اراکین اور ہمدردوں کی سیاسی تعلیم وتربیت کے لیے ایک خصوصی ادارہ تشکیل دے گی۔جس کا بنیادی کام پارٹی اراکین کے لیے محنت کشوں اور تمام محنت کار عوام کے حقوق، ذمہ داریوں اور ان کی نظریاتی تربیت کرنے کی حکمت عملی ترتیب دینا ہوگا۔ نیز پاکستان کی تاریخ، آئینی اور جمہوری حقوق کی جدوجہد، کثیر المعیشت، کثیر القومی اور طبقاتی سماج، جمہوریت اور اشتراکیت کے مختلف پہلوؤں، مرحلوں اور صورتوں کا تعین کرنا اور پارٹی کے بنیادی اصولوں اور پروگرام پر جدوجہد کی تربیت کرنا ہوگا۔ اس کام کے لیے یہ ادارہ تقریر، تحریر، طباعت واشاعت اجتماع وجدوجہد کے مختلف ذریعوں اور صورتوں کو کام میں لائے گا۔

7.3 ادارہ تحقیق ومشاورت

پاکستان کی معیشت، سیاست اور سماج کے مختلف شعبوں کے حوالے سے پارٹی ایک ایسا ادارہ تشکیل دے گی جس میں پارٹی کے ممبران کے علاوہ ہم خیال ماہرین کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے، جو بنیادی سماجی تبدیلی کی متبادل حکومت قائم کرنے کے لئے مختلف معاشی، سیاسی وسماجی شعبوں میں تحقیق وتصنیف کا کام کرے اور پارٹی کو ان شعبوں کی ترقی اور جدوجہد کے لئے مشاورت بھی دے۔

ضمیمہ 1

پارٹی دستور کے تیسرے باب کی شق 3.3 وفاقی کمیٹی اور ذیلی شق (vi) جو وفاقی کمیٹی میں خواتین کی نمائندگی سے متعلق ہے، اور کہا گیا ہے کہ

"(vi) وفاقی کمیٹی میں خواتین کی کم سے کم تعداد 33 فیصد ہوگی۔ اور یہی اصول پارٹی کے تمام اداروں کے لیے نافذ ہوگا"۔ یہ بات اصولی طور پر تسلیم کر لی گئی ہے، لیکن عملی طور پر فی الحال ممکن نہیں ہے، کیونکہ پارٹی کے نیچے سے اوپر تک اداروں میں نہ تو عورتوں کی رکنیت زیادہ ہے اور نہ ہی نمائندگی 33 فیصد ہے، لہذا اس بات کی شعوری کوشش کی جائیگی کہ آئندہ کانگریس کے انعقاد تک اس اصول پر عمل درآمد ہو سکے۔

ضمیمہ 2

پارٹی دستور کی شق 3.5 (ii) میں کہا گیا ہے کہ پارٹی کے وفاقی، صوبائی اور ضلعی سطح کی کسی ایک عہدے پر کوئی ساتھی لگاتار دو ٹرم سے زیادہ عرصے کے لئے منتخب نہیں ہو سکتا/سکتی، مگر کچھ عملی مشکلات کی وجہ سے اس دفعہ خیبر پختونخوا اور سرائیکی وسیب کے صوبائی انتخابات میں عمل نہیں ہو سکا، اور کچھ ساتھیوں نے وفاقی کمیٹی کی اجازت سے تیسری دفعہ انتخابات میں حصہ لیا، جسکی دوسری کانگریس منعقدہ 16-15 اکتوبر کراچی سے منظوری لی گئی۔

Awami Workers Party

عوامی ورکرز پارٹی

عوامی ورکرز پارٹی